جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۵ | مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان مسیح موعودؑ میں خدا کے فضل سے خیریت ہے ٭

قریباً ساڑھے تین سو میل کی مسافت طے کر کے ۷ نومبر کی صبح کو جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب اسسٹنٹ سرجن شب قدر اپنی اہلیہ صاحبہ کی لاش بذریعہ موٹر لے کر پہنچے۔ جس نے پانچ تاریخ وفات پائی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھایا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں ٭

مولوی اللہ دتا صاحب و مولوی قمرالدین صاحب علاقہ سندھ میں تبلیغی دورہ ختم کر کے واپس آ گئے ہیں ٭

مولوی حکیم غلام محمد صاحب جو عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرما دیں ٭

۶ و ۷ نومبر کی درمیانی رات خوب بارش ہوئی اور کثرت سے اولے بھی

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کا جلسہ

اشتہارات و اعلان سابقہ کے بموجب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء بعد نماز جمعہ شروع ہوا۔ اور مغرب کے وقت ختم ہوا ٭

علاقہ حیدرآباد کے مختلف اضلاع کے احمدی نماز جمعہ میں حاضر تھے۔ اور یہاں کے احباب بھی موجود تھے۔ جن کی تعداد ۱۵۰ سے زیادہ تھی۔ زنانہ حصہ میں ۲۵ کے قریب مستورات تھیں۔ منتظمین جلسہ نے فرش و سڑکوں کی آراستگی کا کافی اہتمام کیا تھا۔ شاہراہ عام پر ایک کمان بنا کر جلسہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ ½ ۱ بجے خطبہ جمعہ حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب نے شروع فرمایا۔ آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ تلاوت فرمائی اور بیان کیا۔ کہ اس آیت میں انسانی زندگی کا پروگرام بتایا گیا ہے۔ اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس پر عمل کریں۔ امۃ کے دو معنے ہیں (۱) معلم خیر (۲) جماعت۔ اخرجت بصیغہ مجہول بحذف فاعل ہے۔ اس کے بھی دو معنے ہو سکتے ہیں (۱) لوگوں کے دھتکارے ہوئے اور بائیکاٹ کئے ہوئے (۲) خدا کے منتخب کئے ہوئے۔ آگے تین فرض بتلائے گئے ہیں۔ کہ ان پر عمل کیا جائے (۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) ایمان باللہ۔ امر و نہی کر سکتا ہے۔ جو صاحب حکومت ہو۔ حکومت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) قہری (۲) ارادی۔ قہری حکومت کے لئے جتھہ۔ فوج۔ پولیس وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ارادی حکومت کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ ارادی حکومت کرنیوالا اپنی پوزیشن قوم کے اندر ایسی قائم کرتا ہے۔ جس سے وہ سمجھتی ہے کہ یہ ہمارا سچا خیر خواہ اور حقیقی امین ہے۔ اور اس پر وہ پورا اعتماد کرتی ہے۔ جہاں حکم ہے۔ کہ امر بالمعروف کرو۔ وہاں ساتھ ہی ضمناً یہ حکم ہے۔ کہ تم نے قوم کا معتمد علیہ بننا ہے۔ لہذا وہ صفات پیدا کرو۔ جن کی وجہ سے اعتماد پیدا ہو (۲) نہی عن المنکر۔ یہ پہلے فرض سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زخم پر نشتر لگایا جائے (۳) ایمان باللہ اس کے یہ معنے ہیں کہ مقتضاء ایمان کی جو حالتیں ہیں۔ وہ

پیدا ہوں۔ جو تین ہیں:۔ (۱) اشد حبًا للہ (۲) استقلال (۳) توکل۔ مولانا نے ان تینوں کی لطیف تشریح بیان فرمائی اور خطبہ ختم فرمایا۔ اثنا خطبہ سے ہی غیر احمدی حضرات جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور نماز کے بعد کافی مجمع ہو گیا۔ قرأت و نظم کے بعد مولوی بہاءالدین خان صاحب مولوی فاضل نے حقیقۃ نبوۃ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیؐ فعیل کے وزن پر ہے۔ جس کے معنے مفردات میں کثیر المنفعت خبر دینے والا اور علوم سے مملو خبروں کا معلوم کرنے والا بیان کئے ہیں۔ اس کے لئے تین شرائط ہیں:۔ (۱) کثرت سے غیب کی خبریں دینا (۲) خبروں میں انذار و تبشیر کا ہونا (۳) خدا کی طرف سے نبی پکارا جانا۔ باقی تخصائص ہیں۔ جن کا تحقق ہر ایک میں لازم نہیں۔ اس کے بعد ختم نبوت کے اصلی معنے بیان فرمائے۔ اور پھر بتایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت اسلام کے لئے کیسی فائدہ بخش ثابت ہوئی۔ مثلاً لیکھرام و ڈوئی کے مقابلوں کو پیش کیا۔ اور جلسہ مذاہب اعظم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر سے جو علمی فائدہ دنیا کو پہنچا بتایا۔ جس کا دوست دشمن دونوں اعتراف کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے دوران تقریر میں سامعین کی تعداد بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ لوگ جوق در جوق آ کر بیٹھنے لگے اور مجمع قریباً ایک ہزار کا ہو گیا۔ جس میں اکثر علم دوست حضرات بھی شریک تھے۔ کچھ وکلاء ہائی کورٹ و کچھ عہدہ داران ذوی الاحترام تھے۔ جنہیں سے نواب ادیب یار جنگ بہادر ناظم سشن کورٹ خاص قابل ذکر ہیں۔ سوا تین بجے سے مولوی عبدالکریم صاحب شاگرد حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب نے "صداقت مسیح موعودؑ" کے عنوان پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔

اس کے بعد نماز عصر ہوئی۔ نماز کے بعد مولانا حافظ روشن علی صاحب کی تقریر دلپذیر "فضائل نبوی" کے مبحث پر شروع ہوئی۔ حاضرین ہمہ تن گوش توجہ سے سماعت کر رہے تھے۔ قریباً ۲ گھنٹہ کے عرصہ میں حضرت موصوف نے سات فضائل بیان فرمائے اور بعض اعتراضوں کے جوابات و بعض ایسی نئی اچھوتی باتیں حقائق و معارف بیان فرمائے۔ جس سے ہمارے کان نا آشنا تھے۔

مولانا کے لیکچر کو پبلک نے بے حد پسند کیا۔ اور عام طور پر احمدیت کے متعلق بہت اچھا اثر ہوا۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ گذشتہ سالوں میں لوگ عموماً ۔ ۔ ۔ ہ کے قریب آتے تھے۔ مگر اب کے بہت زیادہ آئے۔ ہمارے جلسہ کا اثر صاحب علم اور معزز اصحاب پر نہایت اچھا ہوا۔ اور انہیں احمدیت کے متعلق بہت سے مفید اور فائدہ بخش معلومات حاصل ہوئے۔

خاکسار۔ سید بشارت احمد از حیدرآباد دکن

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیموں کے میچ
بٹالہ اور امرتسر میں

ہفتہ۔ اتوار اور پیر (۳۱ر اکتوبر۔ یکم و ۲ نومبر) کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیموں نے بٹالہ اور امرتسر جا کر مختلف سکولوں کالجوں اور کلبوں سے ہاکی۔ فٹ بال اور والی بال کے میچ کئے۔ بٹالہ میں ایک ہی سکول اپنی کھیلوں کے لحاظ سے مشہور ہے۔ اور وہ بیرنگ ہائی سکول ہے۔ جو خالص عیسائیوں کا سکول ہے۔ اس سکول کو ہمارے لڑکوں نے ہاکی اور فٹ بال میں تین تین گولوں پر جیتا۔ اور والی بال سات پائنٹ پر جیت لیا۔ اتوار اور پیر کے روز امرتسر میں مختلف میچ کئے۔ اسلامیہ ہائی سکول سے ہاکی دو گولوں پر اور والی بال دس پائنٹ پر جیتے۔ اسی روز اتوار کی شام کو ہندو سبھا کالج سے فٹ بال کا میچ ہوا۔ اور انکو تین گولوں پر شکست دی۔ اگلی صبح ہندو یونین کلب کی ہاکی ٹیم سے ایک زبردست میچ ہوا دوسرے ہاف ٹائم میں ہماری ٹیم نے ایک گول ان پر کر دیا مگر ہندو ریفری کی وجہ سے گول تسلیم نہ کیا۔ اس کے بعد امرتسر جمخانہ کلب سے والی بال کا میچ ہوا۔ یہ کلب امرتسر میں والی بال کی تمام ٹیموں کو شکست دے چکی ہے۔ اور دو کپ بھی حاصل کر چکی ہے۔ ہمارے لڑکے اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔

غرض آٹھ میچوں میں سے جو ہماری ٹیموں نے کئے۔ سات میں خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی۔ الحمد للہ

مدرسہ احمدیہ کے دو لڑکے عبدالکریم اور ظہور حسین بھی جو ہائی سکول کی طرف سے کھیل رہے تھے۔ قابل تعریف طور پر کھیلے بٹالہ اور امرتسر کے میچوں نے ثابت کر دیا۔ کہ کھیل کی روح جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک نمایاں حصہ تھا۔ ابھی تک اس کے لڑکوں میں موجود ہے۔ اور اب بھی وہ قادیان کا نام میدان کھیل میں عزت کے ساتھ قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

خاکسار علی محمد بی اے۔ انچارج گیمز تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

اخبار احمدیہ

امتحان کتب مسیح موعودؑ

نومبر ۱۹۲۵ء کی پندرہ تاریخ کو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی کتب کا امتحان ہوگا۔ احباب تیار رہیں پرچے اپنی اپنی جگہ پہنچ جائینگے۔ بعد جواب یہاں بھجوا دئے جائیں۔ سیکرٹری صاحبان اس کا انتظام فرمائیں۔ مرزا شریف احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت

ایک مبلغ کا خرچ

بابو محمد جمیل صاحب احمدی نے مبلغ ساٹھ روپیہ جماعت احمدیہ بھورہ کی طرف سے روانہ کئے ہیں۔ جو علاقہ ارتداد میں ایک مبلغ کا ایک ماہ کے لئے خرچ ہے۔ اور شکریہ کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ جزاکم اللہ۔ جن احباب نے میدان ارتداد میں مبلغ روانہ کرنے کے لئے وعدے کئے تھے۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدے ایفاء کریں۔ کیونکہ ہمیں اسوقت روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔

فتح محمد سیال۔ ناظر صیغہ دعوت و تبلیغ۔ قادیان

درخواست دعا

جناب میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے سی زنکانہ صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا کریں۔

محمد شفیع خان کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر۔ شیخوپورہ

(۲) میرا لخت جگر محمد یحیٰی بعمر ڈھائی سال عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بخار میں مبتلا ہے احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور دین کا خادم بنائے۔ اہلیہ محمد عیسٰے صاحب بی اے۔ ایچ ایل بی بھاگلپور سٹی (۳) میری بڑی لڑکی قریباً ۲ سال سے بیمار چلی آتی تھی بہت سے ڈاکٹری و دیسی علاج کئے۔ لیکن کوئی کارگر نہ ہوا۔ اب لڑکی کو لاہور اپریشن کے لئے لایا گیا ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ عزیزہ کو صحت بخشے۔ عزیزہ صحت ہوتے ہر ایک سال کے لئے اخبار الفضل کسی غیر مستطیع کے نام جاری کرانے کا وعدہ کرتی ہے۔ مرزا مہتاب بیگ (۴) بندہ کی پلٹن کے دفتر میں ہیڈ کلرکی کی اسامی تقریباً تین سال سے خالی ہے۔ جس کے لئے بندہ امیدوار ہے۔ احباب سے درخواست ہے، کہ میری کامیابی کے لئے خلوص دل سے دعا فرما کر مشکور فرمائیں

خاکسار فیروزالدین احمدی۔ ملتان چھاؤنی (۵) اس نیازمند کی اہلیہ بمرض انفلوئنزا وغیرہ عرصہ سات سال سے بیمار ہے۔ اب بوجہ ازدیادی طحال وغیرہ بہت لاغر ہو گئی ہے۔ جس کی حالت ناگفتہ بہ ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ عبدالشکور احمدی از نابھہ

(۶) خاکسار کے والد مولوی محمد علی صاحب بدوملوی چند یوم سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسار ظفر اسلام از قادیان

ولادت

مورخہ ۱۰ر اکتوبر کو میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے نام صغیر احمد رکھا گیا۔ تمام جماعت احمدیہ سے بچے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شیخ عبدالمجید احمدی از آگرہ

دعائے مغفرت

کمترین کی اہلیہ سردار بیگم بعد ۶ سالہ رفاقت کے ۳ر اکتوبر کو فوت ہو گئی ہے۔ دعائے مغفرت فرمائی جائے۔ عبدالمجید خان احمدی از پالم پور (کانگڑہ)

(۲) میرا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ محمد علیجان اشرف

(۳) جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کے ایک اعلیٰ رکن چودھری فوجدار خان احمدی چند یوم بخار سے بیمار رہ کر فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم نہایت جوشیلے احمدی تھے۔ تبلیغ کا از حد شوق تھا۔ علاقہ ارتداد میں تین ماہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء

جماعت احمدیہ کا جدید نظام عمل

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

نمبر (۵)

اب میں احمدیہ جماعت کے کارکنوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آج کل مالی مشکلات بہت ہیں۔ اس سال آمد کی نسبت بجٹ ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ آمد ڈیڑھ لاکھ ہے۔ اور بجٹ اڑھائی لاکھ۔ اس کے علاوہ ۳۰ ہزار کے صیغہ جات مقروض ہیں۔ ایسی حالت میں اگر یہ بجٹ جو تیار کیا گیا ہے۔ جاری کیا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ساڑھے نو مہینے کے بعد نہ کسی صیغہ کو تنخواہ دی جا سکیگی نہ سائر۔ نہ کوئی رسالہ جاری رہ سکیگا۔ نہ کوئی اخبار۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں یہ بجٹ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں نے دو کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ایک آمد بڑھانے کی تجاویز پر غور کرنے والی۔ اور دوسری خرچ گھٹانے والی۔ خرچ گھٹانے کے لئے جب تک سب لوگ قربانی نہ کریں کم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب کے تعاون کی ضرورت ہے اگر خدانخواستہ سال کے بعد دیوالہ نکل جائے۔ تو یہ بہتر ہے۔ کہ اسی وقت بعض کام بند کر دیے جائیں۔ یا بعض اخراجات میں تخفیف کر دی جائے ۔

میں نے دیکھا ہے ہر چار سال کے بعد مالی تنگی کا دورہ آتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں خزانہ بالکل خالی تھا۔ علاوہ ازیں اٹھارہ ہزار کے قریب قرضہ بھی تھا۔ پھر ۱۹۱۷ء میں ایسی حالت ہوئی۔ پھر ۱۹۲۱ء میں اور پھر اب ۱۹۲۵ء میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر چار سال کے بعد ایسا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ جماعت میں تجربہ کار مالی معاملات سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے نقص پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر صیغہ مال سے تعلق رکھنے والے تجربہ کار ہوتے۔ تو معلوم کر لیتے۔ کہ اس دورہ کی کیا وجہ ہے اور اس سے پتہ لگایا جا سکتا تھا کہ کوئی انتظامی نقص ہے۔ جس کی طرف اگر توجہ کی جاتی۔ تو آج پھر یہ خرابی پیدا نہ ہوتی۔

مگر میں نے دیکھا ہے جب آمد زیادہ ہوتی ہے۔ کارکن کہتے ہیں۔ بجٹ بڑھا دیا جائے۔ پچھلے سال میں نے کہا بجٹ کم کرو۔ مگر کہنے لگے۔ کسی صورت میں کمی نہیں ہو سکتی۔ اور اب جب آمد میں کمی ہو گئی۔ ستر ہزار تک کم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اگر گذشتہ سال ہی بجٹ کم کر دیتے تو اب ایسا نہ ہوتا ۔

میرے نزدیک سلسلہ کی تاریخ میں ایسا تاریک سال کبھی نہیں آیا۔ جیسا یہ سال ہے۔ پہلے ایسے موقعہ پر کہ کوئی چندہ خاص نہیں لیا جاتا تھا۔ مالی تنگی پیش آتی۔ جو چندہ خاص کے ذریعہ دور ہو سکتی تھی۔ لیکن اب ہم دو دفعہ چندہ خاص لے چکے ہیں۔ ایسی صورت میں جب تک سب لوگ تعاون نہ کریں۔ کام نہیں چل سکتا۔ اس کے لئے ممکن ہے۔ بعض عہدے اڑائے جائیں۔ بعض افراد تخفیف میں لائے جائیں۔ بعض دفاتر بند کئے جائیں۔ جس سے بے چینی پیدا ہو گی۔ اس کا دور کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔ اسی طرح ذاتی قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر تنخواہوں میں کمی کی جائے تو اُسے برداشت کیا جائے۔ اس کے لئے میں نے یہ اصول رکھے ہیں۔ (۱) اس وقت تک کوئی نیا کام نہ بڑھایا جائے۔ جب تک ریزرو فنڈ نہ ہو۔ اور آمد اخراجات سے بڑھ نہ جائے (۲) آئندہ صیغوں کے لئے علیحدہ علیحدہ رقمیں مقرر کی جائیں کہ اتنا اتنا خرچ کرنا ہے (۳) جو تخفیف کی جائے اس میں غربا اور زیادہ افراد والوں پر بوجھ نہ پڑنے دیا جائے اور ان پر زیادہ اثر ڈالا جائے۔ جو اسے برداشت کر سکیں اس لئے ایسے کارکن جو زیادہ تنخواہ پاتے ہوں یا جن کے گھر کے افراد کم ہونے کی وجہ سے اخراجات کم ہوں انہیں قربانی کے لئے زیادہ تیار ہونا چاہیئے (۴) آئندہ کے لئے یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن کارکنوں کی تنخواہ میں تخفیف کی جائے۔ وہ تخفیف اس صیغہ کے ذمہ قرض سمجھی جائے۔ یا اگر کسی کی ترقی روکی جائے۔ تو یہ فرض کیا جائے کہ اسے ترقی دی گئی ہے۔ مگر اس کی تنخواہ سے کاٹ رہے ہیں۔ پھر جب روپیہ آئے۔ تو وہ ادا کیا جائے۔ اس سے یہ خیال رہے گا کہ کارکنوں کا اتنا قرضہ صیغہ جات کے ذمہ ہے۔ اور یہ سمجھ کر بے فکری نہ ہوگی۔ کہ اس طرح آمد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ خیال رہے گا کہ یہ قرضہ ہے۔ جسے ادا کرنا ہے ۔

پہلی خرابی کسی وجہ سے ہو۔ اور اس کی ذمہ داری خواہ کسی پر عائد ہوتی ہو۔ اعلیٰ کارکنوں یا ماتحت کام کرنے والوں پر یا جماعت پر کہ اس نے کافی چندہ نہیں دیا۔ اب یہی دو صورتیں ہیں کہ یا تو صیغہ جات میں تخفیف کر کے کام چلایا جائے یا کام بالکل بند کر دیا جائے۔ ہر ایک کے نزدیک بہتر یہی ہوگا۔ کہ تخفیف کر کے کام چلایا جائے۔ مگر اب کے تخفیف کا اتنا اثر پڑے گا۔ جتنا پہلے کبھی نہیں پڑا۔ اس لئے اس اثر کو وہی برداشت کر سکیں گے۔ جو قربانی کے لئے کھلا دل اور وسیع حوصلہ رکھیں گے۔ اس سے دو دقتیں پیدا ہونگی۔ ایک تو یہ کہ کارکن کم ہو جائینگے۔ اس لئے کام زیادہ کرنا پڑیگا۔ دوسرے یہ کہ اخراجات میں مشکلات پیش آئینگی۔ مگر جو اس قسم کی مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ یہاں کام بھی نہیں کر سکتا۔ پس ہمیں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور قربانیاں کرتے ہوئے کام چلانا چاہیئے ۔

پس صیغہ جات کا اتحاد بہت سی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اگر یہ اتحاد نہ ہوتا۔ تو بھی مشکل ہوتی۔ موجودہ حالات میں نظارت قائم رہ سکتی تھی۔ نہ صدر انجمن۔ میں نے یہ حالات اس لئے بیان کئے ہیں۔ تا ناواقف لوگ یہ نہ کہیں کہ صیغہ جات کے ملانے کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ ملا دینے سے اس مشکل میں کچھ کمی ہو گی نہ کہ زیادتی۔ اور ہم اس کام کو سنبھال سکیں گے ۔

دوسری کمیٹی جو آمد بڑھانے کے لئے تجویز کی گئی ہے اس کے مد نظر یہ باتیں ہونگی۔ اول عام چندہ کے علاوہ ہر احمدی ہر سال نصف ماہ کی آمدنی دیا کرے۔ دوم عملہ تحصیل کو بڑھایا جائے۔ گورنمنٹ اس کے لئے اپنی آمد کا ۲۵ فی صدی صرف کرتی ہے۔ لیکن ہم دو یا تین فی صدی خرچ کرتے ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ کے پاس وصولی کے اور ذرائع کے علاوہ جبر بھی ہے۔ جو ہمارے پاس نہیں ۔

دوسرے سلسلہ کی آمد میں آج تک ایک خطرناک نقص رہا ہے اور میں اس کا مخالف رہا ہوں۔ اور اب بھی ہوں۔ اور میری یہ رائے کبھی نہیں بدل سکتی۔ کہ وصیت کے معاملے کو غلط طور پر سمجھا گیا ہے۔ جن لوگوں کی جائدادیں نہیں تھیں۔ وہ وصیتیں کرتے چلے گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے وصیت کو مالی قربانی قرار دیا ہے۔ مگر ۹۰ فیصدی وصیتیں ایسی نکلیں گی۔ کہ عام لوگ شب برات اور محرم میں جتنا خرچ کرتے ہیں۔ اس سے بھی کم انہوں نے وصیت میں دیا ہو گا۔ میں اس کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہوں۔ اور میں سمجھ نہیں سکتا۔ میری یہ رائے کبھی بدل سکتی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا حضرت مسیح موعودؑ کے مدنظر نہ تھا۔ میرے نزدیک ہر وہ جائداد جس سے کسی کا گزارہ نہیں چلتا۔ اسکی اگر وصیت کرتا ہے۔ تو وہ وصیت نہیں ہے اس لئے میں نے کارکنوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ اس قسم کی وصیتیں فضول ہیں ان حالات میں چونکہ صاحب جائداد لوگوں نے وصیتیں کرنی چھوڑ دی ہیں۔ اس لئے آمد میں کمی آگئی ہے ؎

دوسرے یہ کہ وصایا موت کے وقت نہ کرنی چاہئیں۔ اس وقت تو ہر شخص کر دیگا۔ وصیت شوق سے اس وقت کرنی چاہئیے جبکہ سامنے موت کا خوف نہ ہو ؎

تیسرے وصایا کرنے کی تحریک کرنی چاہئیے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا تھا۔ کہ ایک آدمی کو دو تین آدمی یہ کہہ کر وصیت کرنے کے لئے مجبور کر رہے تھے۔ کہ اگر نہ کرو گے۔ تو منافق ہو گے۔ اسے میں نے منع کیا تھا۔ کہ اس طرح مجبور نہیں کرنا چاہئیے۔ نہ یہ کہ تحریک ہی نہیں کرنی چاہئیے۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ اگر ان سے وصیتیں کرائی جائیں۔ تو انہیں سے کم از کم ایک کروڑ روپیہ وصول ہو سکتا ہے ؎

میں نے جماعت کے مال کا اندازہ لگایا تو دیکھا کہ پنجاب کے تین ضلعوں منٹگمری۔ لائل پور اور سرگودھا کے احمدی اگر اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کریں۔ تو دس لاکھ اور اگر زیادہ وصیت کریں۔ تو ۳۳ لاکھ تک رقم مل سکتی ہے۔ اور سارے ہندوستان میں جماعت کی جائداد کا اندازہ لگایا جائے۔ تو کم از کم دس کروڑ کی ہو گی جس میں سے ایک کروڑ مل سکتا ہے۔ جن لوگوں کی جائدادیں نہیں۔ ان کی ماہوار آمدنی وصیت میں رکھی گئی ہے۔ اور خواہ کوئی کتنی قلیل تنخواہ کا ملازم ہو۔ اگر وہ اس تنخواہ کا دسواں حصہ دیتا ہے۔ تو واقعی قربانی کرتا ہے اس طرح تین لاکھ کے قریب آمد ہو سکتی ہے۔ پھر ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کی کوئی آمد نہیں یا جائداد نہیں۔ وہ تبلیغ میں کوشش کریں۔ تو یہی خدمت ان کی طرف سے وصیت میں سمجھی جا سکتی ہے ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ کثرت سے مال آئینگے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ نہیں آئے۔ وجہ یہ کہ وصیتوں کے متعلق غلط راستہ اختیار کر لیا گیا ہے۔ دراصل ایسے رنگ میں اسکی تعمیل ہونی چاہئیے۔ کہ وہ لوگ ایک جگہ جمع ہوں۔ جو واقعہ میں قربانی کرنے والے ہوں۔ اور اس کے لئے جائدادیں رکھنے والوں کو عام تحریک کرتے رہنا چاہئیے ؎

اسی طرح ایک اور خطرناک نقص پایا گیا ہے۔ جس کی طرف کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ نقص یہ ہے کہ صیغوں میں یہ میلان بہت کم ہے۔ کہ آمد خود پیدا کریں۔ حتیٰ کہ تجارتی صیغے بھی نقصان میں رہتے ہیں۔

آئندہ اس بات پر زور دینا چاہئیے۔ کہ صیغہ جات نہ صرف خرچ کے مطابق آمد پیدا کریں۔ بلکہ نفع بھی حاصل کریں۔ اور اس حد تک اسپر زور دینا چاہئیے۔ کہ اگر کسی صیغہ میں جو آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ تو اس کے کارکن بدل دیئے جائیں یا ہٹا دیئے جائیں۔ دنیا میں کوئی تجارتی صیغہ ایسا نہ ہو گا۔ جو ہمیشہ گھاٹے میں رہے۔ اور اس کا مینجر ہٹایا نہ جائے۔ اس نقص کو آئندہ دور کرنا چاہئیے۔ اور اگر آمد پیدا کرنے والا صیغہ آمد پیدا نہیں کرتا۔ تو کارکنوں کی تنخواہیں کم کر دینی چاہئیں۔ افسر بدل دینے چاہئیں یا کوئی اور صورت جو مناسب ہو۔ اختیار کرنی چاہئیے ؎

باوجود اس بات کی طرف توجہ دلانے کے میں یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا۔ کہ یہ باتیں ہماری اصل اغراض نہیں ہیں ہم روپیہ اس لئے خرچ کرتے ہیں۔ کہ اشاعت سلسلہ ہو۔ اور اس کی غرض دنیا میں قیام رُوحانیت ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دنیا میں ہمارا فرض وہ روح پیدا کرنا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر پیش کی ہے۔ کہ مکالمہ مخاطبہ کبھی دنیا سے بند نہ ہو۔ ہم ایک غیر احمدی کو کہتے ہیں چونکہ تم سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ نہیں ہوتا۔ اس لئے تم غلط راستہ پر ہو۔ یہی بات ہم عیسائیوں یہودیوں اور دیگر تمام مذاہب والوں سے کہتے ہیں لیکن اگر ہماری جماعت کا معتدبہ حصہ ایسا نہ ہو۔ جو مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا ہو۔ تو پھر ہم اپنی صداقت کا دنیا کو کیا ثبوت دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں تمام کارکنوں کو اور خاصکر مدارس کے کارکنوں اور پھر خصوصاً مدرسہ احمدیہ کے کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نئی پود کی ایسی تربیت کریں۔ کہ خدا تعالیٰ سے جو ہمارا تعلق ہے۔ وہ قائم رہے۔ اگر ہم میں ایک ایسی جماعت نہ ہو۔ جو مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتی ہو۔ تو کس طرح ہم دنیا کو یہ منوا سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا تعلق اس دنیا میں بھی اپنے پیارے بندوں سے ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے متعلق کچھ عرصہ سے سستی پائی جاتی ہے کوئی خاص تحریک تو پہلے بھی نہ تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر لوگوں میں خود بخود اس کی خواہش پیدا ہوتی رہتی تھی۔ مگر اب توجہ کم ہے۔ اور اگر یہی حالت رہی۔ اور خدانخواستہ اس میں ترقی ہوتی گئی۔ تو وہ نہر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلائی تھی۔ خشک ہو جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لئے سب سے مقدم بات یہی ہو۔ اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ گُر بتایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی خالص محبت پیدا کی جائے۔ اس سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ نہ مجاہدات سے اور نہ عبادات سے پیدا ہو سکتا ہے۔ محبت خالص خدا تعالیٰ کو کھینچ لاتی ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے۔ کہ اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے بھی اپنے لئے پابندی مقرر کی ہے۔ حالانکہ وہ پابندیوں سے بالا ہے۔ پس تم خدا تعالےٰ کی خالص محبت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تم سے مکالمہ و مخاطبہ بند نہ ہو۔ جوں جوں زمانہ گذر رہا ہے۔ اس کی ضرورت زیادہ بڑھ رہی ہے قادیان والوں کو میں اس کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ اور خصوصاً بچوں کی اصلاح کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ ان کے کان بچپن سے ہی اس بات سے آشنا ہونے چاہئیں۔ کہ ہمارا مقصد خدا کو پانا ہے۔ یہ بات اگر بچوں کے دلوں میں ڈالدی جائے۔ اور ہمیشہ ان کے سامنے پیش کی جائے۔ اور صحیح گُر انہیں بتائے جائیں۔ تو ہماری جماعت میں مکالمہ مخاطبہ کا شرف ہمیشہ جاری رہ سکتا ہے ؎

پھر میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔ اور اب بھی بتاتا ہوں کہ رُوحانیت کو قائم رکھنے اور مالی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ سادہ زندگی بسر کی جائے۔ وہ لوگ جو مال رکھتے ہیں۔ جس طرح چاہیں۔ کریں۔ ہمیں سادہ زندگی بسر کرنی چاہئیے۔ اور کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہئیے ؎

پھر یہ کام چونکہ سب کے اتحاد سے ہو سکتے ہیں اس لئے میں سب کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپس میں اتحاد اور محبت بڑھانے کی کوشش کریں۔ پھر چونکہ یہ سب باتیں خدا تعالےٰ کے فضل پر منحصر ہیں۔ اس لئے میں دوستوں سے چاہتا ہوں کہ اپنی اور سب کی روحانی ترقی سلسلہ کے کاموں اور ترقی کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔ اور یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ ہم اس وقت ملکر دعا کریں کہ خدا تعالےٰ صیغوں کا اتحاد بابرکت کرے۔ اور ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھلے رکھے۔ اور ان سامانوں کے استعمال کی توفیق دے۔ جو ترقی کے لئے ضروری ہیں اور ان کے نیک نتائج ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کے لئے پیدا کرے ؎

آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

تخلقوا باخلاق اللہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ
فرمودہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۵ء

امن کے لئے اخلاق فاضلہ کی از حد ضرورت ہے

آج میں اپنے اس مضمون کو ترک کر کے جس کا سلسلہ گذشتہ چند جمعوں کے خطبات میں جاری تھا۔ اپنی جماعت کے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اخلاق فاضلہ جس حد تک دنیا میں امن اور امان قائم رکھنے میں ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی شے اس حد تک نہیں ہو سکتی۔ اخلاق فاضلہ کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ اپنے حق سے زیادہ مانگا جائے۔ اور نہ مانگنا ظلم نہیں ٭

ایک مہمان کا قصہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ مثال کے طور پر فرمایا کرتے تھے۔ کہ کسی کے ہاں مہمان آیا۔ صاحب خانہ نے دل کھول کر اس کی خاطر و مدارت کی اور جب مہمان رخصت ہو کر روانہ ہونے لگا۔ تو میزبان نے معذرت کرتے ہوئے کہا میں آپ کی اس طرح خدمت نہیں کر سکا جیسی کہ کرنی چاہیئے تھی۔ جو کچھ میں نے کیا۔ وہ آپ کی شان کے لائق نہ تھا۔ اس لئے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ تو معاف فرمائیں۔ مہمان نے جواب دیا۔ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ جو آپ اس رنگ میں اپنا احسان مجھ پر جتانا چاہتے ہیں۔ احسان تو میرا ہے آپ پر۔ اور آپ الٹا اپنا احسان مجھ پر جتاتے ہیں۔ اس پر میزبان نے کہا۔ کہ میں کوئی احسان نہیں جتا رہا۔ بلکہ میں تو اپنی کوتاہی کے لئے عذر خواہی کر رہا ہوں۔ جو آپ کی تواضع کرنے میں مجھ سے ہو گئی ہو۔ لیکن اگر مجھے یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ آپ نے مجھ پر احسان بھی کیا ہے۔ تو میں اور بھی ممنون ہونگا۔ اس پر مہمان نے کہا۔ اگر اور باتوں کو میں چھوڑ بھی دوں تو بھی میرا یہ احسان کیا کم ہے کہ میں نے تمہارے ہزاروں روپے کے مال کو آگ نہیں لگائی۔ جب تم میرے لئے اندر کھانا لینے جاتے تھے۔ اس وقت میرے لئے یہ آسان تھا۔ کہ میں مکان کو آگ لگا دیتا۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ تم ذرا سوچو تو سہی اگر میں آگ لگا دیتا۔ تو تم میرا کیا کر سکتے تھے۔ کیا یہ میرا احسان نہیں ہے۔ جب مہمان نے اسی قسم کی باتیں کیں۔ تب میزبان پر یہ بات کھلی۔ کہ یہ شخص کس اخلاق کا آدمی ہے۔ پس اگر احسان کے یہ معنے ہیں۔ کہ کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی کو نقصان نہ پہنچانا احسان نہیں۔ اس شخص نے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ کیا۔ تو یہ کیا۔ کہ اسے نقصان نہیں پہنچایا۔ اب اس نقصان نہ پہنچانے کو وہ احسان سمجھتا تھا۔ جو سراسر غلط ہے ٭

ظلم سے رکنا احسان نہیں

بعض آدمی سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اور اس پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے احسان کیا۔ مگر یہ بات کوئی ایسی بات نہیں۔ جس پر فخر کیا جائے۔ کیونکہ کسی کو نقصان نہ پہنچانا احسان نہیں ہے۔ بلکہ ظلم سے رکنا ہے۔ اور ظلم سے رکنا اور احسان کرنا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ وہ شخص بڑا ہی احمق ہے۔ جو ان دونوں میں تمیز نہیں رکھتا۔ اور میرے نزدیک ظلم سے رکنے کو احسان سمجھنا پرلے درجہ کی مسخ شدہ فطرت کا کام ہے ٭

احسان کیا ہے

احسان یہ ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے قصور کیا ہے۔ اور جس کا اس نے قصور کیا ہے۔ اگر وہ یہ دیکھ کر اسے معاف کر دے۔ کہ سزا سے الٹا اثر ہو گا۔ اور بجائے اصلاح کے سزا فساد پیدا کریگی۔ تو یہ احسان ہے۔ کیونکہ اس میں اس کی بھلائی مقصود ہے۔ چنانچہ بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ کسی کے قصور کرنے پر وہ دیکھتے ہیں۔ کہ کونسا طریق بہتر ہو گا۔ اگر وہ سزا دینے میں بھلائی پاتے ہیں۔ تو اسے سزا دیتے ہیں۔ اور اگر معاف کرنا بہتر نظر آتا ہے۔ تو اسے معاف کر دیتے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے لوگ قصوروں کی معافی کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور جھٹ بدلہ لینے پر تل جاتے ہیں۔ خواہ بدلہ لینے میں اس سے بڑھ کر ہی نقصان کیوں نہ ہو ٭

ایک واقعہ

کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ لمبے عرصہ کی بات ہے۔ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی
[illegible]
پر عورتوں کا جانا مناسب نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی عورتیں میت کے ہمراہ جایا کرتی ہیں۔ پھر ان کے لئے ایسے مقامات پر جانا پسندیدہ بھی نہیں۔ اسلئے ہمارے ہاں کی عورتیں نہ گئیں۔ میں اس وقت قادیان میں نہ تھا باہر گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو میں نے اس شخص کو تعزیت کا خط لکھا۔ اس نے جواب لکھا۔ میں اس تعزیت کا ممنون ہوں۔ بے شک آپ نے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اور بیشک آپ نے میرے دل کے زخموں پر پھاہا رکھا۔ لیکن افسوس کہ آپ کے گھر کی عورتیں اس موقعہ پر نہ آئیں۔ یہ ایسا ظلم ہے۔ کہ میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ اگرچہ اس شخص نے یہ کہا۔ کہ میں اسے کبھی نہیں بھلا سکتا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اب یہ بات بھلا دی ہو گی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ انسانی فطرت ہمیشہ ایسی باتیں یاد نہیں رکھ سکتی۔ اگرچہ اس کو میرے ساتھ اختلاف ہو مگر میرا خیال ہے۔ کہ اس قسم کے شکوے اب مٹ چکے ہونگے۔ اور اس شخص نے بھی ان باتوں کو بھلا دیا ہو گا۔ کیونکہ یہ کوئی اچھے اخلاق نہیں۔ کہ اس قسم کی باتوں کو یاد رکھا جائے ٭

ایک اور واقعہ

مگر بعض لوگ لمبی دیر تک شکووں کو یاد رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے لکھا ہے۔ کہ یہاں ایک میت ہو گئی۔ اور اسکے لواحقین نے کہا۔ مرنے والی نے کہا تھا۔ فلاں فلاں عورتیں میرے جنازے پر نہ آئیں۔ مرنے والی تو مر گئی اب یہ زندوں کے سر پر تھا کہ اگر اس قسم کی بات ہوئی بھی تھی تو اس کا ذکر نہ کرتے۔ اس طرح گویا وہ ان شکووں کو پھر تازہ کرتے ہیں۔ جو ایک فریق کے مرنے سے مٹ چلے تھے اگر کسی مرنیوالی نے ایسا کہا ہو۔ تو میں کہوں گا وہ ہذیان تھا یا بیماری کا اثر کہ اس نے ایسی باتیں کہیں۔ ورنہ جب موت قریب ہوتی ہے۔ تو اسوقت مرنیوالا یہ دیکھ کر میں کوئی دم کا مہمان ہوں اپنے قلب سے ہر قسم کے بغض نکال دیا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ ایک عام بات ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے۔ کہ لوگ جب موت کے قریب ہوتے ہیں۔ تو اکثر دوسروں سے کہے سنے کی معافی مانگتے ہیں۔ اور خود بھی دوسروں کی خطائیں اور قصور معاف کر دیتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں جبکہ لوگ تلاش کر کے قصوروں کی معافی کراتے ہیں۔ یہ کہنا کہ کسی مرنے والی نے ایسی وصیت کی تھی۔ بالکل فضول ہے۔ اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا یہ اور بھی واہیات سی بات ہے۔ کیونکہ جب یہ ایک عام بات ہے۔ کہ ایسے وقت میں لوگ دوسروں سے معافی مانگتے اور خود بھی ان کو معافی دیتے ہیں۔ تو اگر کوئی اس قسم کی بات کرے۔ اور اس قسم کی وصیت کرے کہ فلاں عورت میرے جنازے پر نہ آئے۔ یا فلاں مرد میرے جنازے کو ہاتھ نہ لگائے تو یہ یا تو بیماری کا اثر ہے یا ہذیان ہے۔ جسکی فی الحقیقت کوئی اصل نہیں۔ اور جب اس قسم کی باتیں ہذیان سے زیادہ نہیں۔ تو پھر زندوں کا اس کے مطابق عمل کرنا درست نہیں ٭

سکرات موت کے وقت عرب کیا کیا کرتے تھے

عربوں میں تو یہ دستور تھا۔ کہ کسی کی جانکنی
[illegible]
اور ان سے مرنیوالے کو معافی دلاتے اور اس سے ان کو۔ اور اگر جانکنی کیوقت کسی کو زیادہ تکلیف ہوتی تو وہ سمجھتے کہ شاید اسکی معافی نہیں ہوئی۔ اور جب کبھی اس قسم کا واقعہ ہوتا وہ شہر والوں اور تمام ان لوگوں کے پاس جاتے جن کے ساتھ مرنیوالے کا تعلق ہوتا۔ یا جن کے ساتھ اسکا پیار و محبت ہوتا تھا ان کو لا کر معافی کراتے۔ پس جبکہ یہ ایک عام بات ہے۔ اور مرتے وقت انسان ایسے خیال رکھتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے۔ کہ معافی کرا دوں کرا لوں۔ تو یہ امید نہیں رکھی جاتی

کہ کوئی مرنے والا ایسی وصیت کر جائے۔ کہ جس کے مرنے کے بعد بھی جھگڑا پیدا ہو یا وہ اس قسم کی کوشش کرے۔ کہ اس جھگڑے کو جو اس کی زندگی میں پیدا ہوا۔ اس کے مرنیکے بعد بھی قائم رکھا جائے۔ اور اگر ہو۔ تو وہ ہذیان ہوگا۔ اور کسی عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں۔ کہ اس کی پابندی کرے پس اگر ایسا ہو۔ اور کسی جگہ اس قسم کا معاملہ پیش آ جائے۔ کہ سچ مچ کسی مرنے والے انسان نے اس قسم کی باتیں کہی ہوں۔ اور ہوش و حواس کے ساتھ کہی ہوں۔ تو بھی لواحقین کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کی باتوں کو چھپائیں۔ نہ کہ ظاہر کریں کیونکہ اس طرح مرنے والے کی برائی پھیلے گی۔ نہ کہ نیکی۔

زندوں کا مردوں کے ذکر کو برا بنانا

اس سے زیادہ کیا برائی ہو سکتی ہے۔ کہ زندہ لوگ مرنے والے کے ذکر کے ساتھ ایسی بات لگا دیں۔ کہ جس سے اس کا ذکر ہمیشہ کے لئے برے طریق سے کیا جائے۔ ایسے موقعوں پر تو اس قسم کی باتوں کو چھپانا چاہیئے نہ ان کو ظاہر کر کے ان کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔ آخر عداوتیں اور جھگڑے دونوں طرف سے ہوتے ہیں۔ اگر یہ دیکھ کر کہ کوئی ہمدردی کے لئے آتا ہے۔ ہم اس کی پروا نہ کریں۔ اور اس کی ہمدردی کی قدر نہ کریں۔ تو یہ ہمارا قصور ہے۔ جھگڑوں کو مٹانے اور عداوتوں کو دور کرنے کے لئے کوئی شخص قدم اٹھائے یا صلح کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ اور ہم اگر ہاتھ کھینچ لیں۔ تو افتراق اور شقاق اور فساد کا الزام ہم پر ہے۔ مرنے والا تو مر گیا۔ اب یہ جھگڑا زندے پیدا کرتے ہیں۔ کہ فلاں مرنے والا یہ کہہ گیا تھا۔ پس اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو وہ مرنے والے کے ذکر کے ساتھ ایسی باتیں لگاتا ہے۔ جو ہمیشہ اس کو برا بنا دیں۔ پس اس سے بچنا چاہیئے ؛

بدلہ اور رحم

بدلہ لینا اسلام کی تعلیم نہیں۔ لیکن اسلام کی یہ تعلیم بھی نہیں کہ بدلہ نہ لو۔ اسلام تو یہ سکھاتا ہے۔ کہ موقع کے مناسب کارروائی کرو۔ اگر بدلہ لینا مفید ہے۔ اور قصوروار کی بہتری اسی میں ہے۔ تو بدلہ لو۔ نہیں تو بدلہ نہ لو۔ بلکہ معاف کر دو۔ پس اسلام کی تعلیم میں یہ نہیں [illegible] نہ لو۔ بلکہ اسلام کی تعلیم میں یہ داخل ہے۔ کہ خواہ کتنا ہی کسی نے تمہارا قصور کیا ہو۔ اور خواہ کتنا ہی اس قصور کی وجہ سے تمہارا غصہ بھڑکا ہوا ہو۔ تم نہ تو آپے سے باہر ہو جاؤ۔ اور بالضرور بدلہ لو۔ اور نہ ہی اس قدر نرم ہو جاؤ۔ کہ بدلے کا نام ہی نہ لو۔ بلکہ تم اس وقت یہ دیکھو کہ قصور کرنے والے کا بھلا کس میں ہے۔ بدلہ لینے میں یا بدلہ نہ لینے میں۔ اور پھر جس میں تمہیں بھلائی نظر آئے وہی کرو۔ مگر افسوس ہے۔ کہ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور ایسے موقعہ پر فوراً بدلہ لینے پر اتر آتے ہیں۔ خواہ اس بدلہ لینے میں کتنا ہی نقصان ہوتا ہو اور وہ شخص کتنا ہی بگڑتا ہو۔ پس اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ ضرور بدلہ لیا جائے اسی طرح اس کی یہ تعلیم بھی نہیں۔ کہ بدلہ نہ لیا جائے۔ بلکہ اس کی تعلیم میں رحم بھی ہے ؛

صفات الٰہیہ کی مظہریت کا تقاضا

سورہ فاتحہ جو ام القرآن ہے۔ اور جس کو تمام خوبیوں کا جامع قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی صفات کا خلاصہ یہ چار صفتیں ہی آئی ہیں۔ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ان پر غور کر کے دیکھ لو۔ یہ کس قدر مظہریت کا تقاضاء کرتی ہیں۔ انسان کا یہ کام ہے۔ کہ وہ ان کا مظہر بن جائے۔ اور اس کی ذات سے۔ اس کے قول سے۔ اس کے فعل سے ان کا اظہار ہو۔ خدا تعالےٰ کی ان صفات کا یہ خلاصہ جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوا ہے۔ وہ رحم پر ہی تو دلالت کرتا ہے پس ان کا مظہر بننے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہم بھی رحم سے کام لیں۔ اور اس کا صحیح استعمال سیکھیں ؛

سزا بطور کفارہ ہے

بیشک بعض موقعوں پر سزا دی جاتی ہے۔ بیشک بعض امور کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے خوفناک گرفت ہوتی ہے۔ بیشک بعض افعال کے سرزد ہونے پر خطرناک عذاب میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کی صفات کا خلاصہ رحم ہے۔ تو پھر اس رحم کے ہوتے ہوئے یہ عذاب اور یہ سزائیں کیسی؟ مگر اس کا یہ کہنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ سزائیں قانون کے طور پر ملتی ہیں۔ نہ کہ غضہ کے سبب یا بدلہ لینے کی نیت سے اور اگر ایک شخص غور کرے۔ تو اس پر فوراً یہ بات کھل جائے۔ کہ قانون کے طور پر بعض سزاؤں کا ملنا ضروری ہے۔ جیسے احکام ظاہری شرعی کی نافرمانی۔ اب اگر ان کے متعلق سزا نہ دی جائے۔ تو ایک ابتری پھیل جائے۔ اور کسی کے دل میں نہ شریعت کی عظمت رہے۔ اور نہ صرف شریعت لانے والے اور ان شریعتوں کے احکام پر عملدرآمد کرانیوالے انبیاء اور دیگر تمام صلحاء اور آئمہ وغیرہم کی قدر و منزلت اور [illegible] دل میں نہ رہے۔ پس اس کی خلاف ورزی یا نافرمانی کرنیوالے کے لئے بطور قانون کے سزا کا ملنا ضروری ہے۔ اور یہ سزا آئندہ کی اصلاح اور گذشتہ کے لئے بطور کفارہ کے ہوتی ہے اور درحقیقت سچا کفارہ ہے بھی یہی۔ کہ انسان اپنی نافرمانی کے بدلے سزا کو برداشت کرے۔ پس یہ سزائیں جو بعض احکام کی خلاف ورزی کرنے پر بطور قانون ملتی ہیں۔ بطور کفارہ کے ہیں۔ جو رحم ہی ہے۔ نہ کہ غصہ اتارنا یا بدلہ لینا ؛

صفات اربعہ الٰہیہ رحم پر دلالت کرتی ہیں

پس غور کر کے دیکھ لو۔ رب العالمین کی صفت رحم پر دلالت کرتی ہے خدا تعالےٰ ربوبیت کرتا ہے۔ اور یہ رحم کی صفت ہے۔ انسان خواہ کچھ ہی کرتا چلا جائے۔ مگر خدا تعالےٰ کی یہ صفت ربوبیت کرنے سے رکتی نہیں۔ بلکہ برابر ربوبیت کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ رحم ہی تو ہے۔ کہ ایک ایسی ہستی کی کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود جو بالکل بیکس اور بے بس ہے۔ خدا تعالےٰ کی یہ صفت برابر ربوبیت کرتی چلی جاتی ہے ؛

اسی طرح رحمٰن کی صفت بھی ہے۔ یہ بھی رحم پر دلالت کرتی ہے۔ رحمٰن کے معنے ہیں بے حد رحم کرنے والا۔ اسی طرح رحیم کی صفت بھی رحم پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے معنے ہیں بار بار رحم کرنے والا۔ پھر مالک یوم الدین بھی رحم کی صفت ہے۔ یعنی وہ جج ہے۔ مگر مالکانہ طور پر فیصلہ کرتا ہے۔ اس کا اختیار ہے کہ ملزم کو سزا دے یا چھوڑ دے۔ گویا یہ بھی آدھی صفت رحم کی ہو گئی۔ اور چار صفتوں میں سے ساڑھے تین صفات رحم کی ہیں۔ پھر چونکہ مالک یوم الدین کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس دن کا مالک ہے۔ جو جزا اور سزا کا دن ہے۔ اس لئے وہ اگر چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے۔ پس معاف کر دینے کی جو گنجائش اس میں ہے۔ اگر اسے صفت رحم کے ساتھ شامل کر دیں۔ تو اس طرح ۳¾ حصہ رحم اور ¼ حصہ سزا کا رہ جاتا ہے۔ کیونکہ مالک کا اختیار ہوتا ہے۔ کہ معاف بھی کر دے۔ لیکن صرف جج ایسا نہیں کر سکتا۔ مثلاً زید کا بکر کے ساتھ جھگڑا ہے۔ اور یہ دونو مجسٹریٹ کے پاس جاتے ہیں۔ اب اگر مجسٹریٹ یہ دیکھ کر کہ فی الواقع بکر نے زید کا سو روپیہ دینا ہے۔ بکر کو معاف کرنا چاہے۔ تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر خود مجسٹریٹ کا ہی روپیہ دینا ہو۔ تو مجسٹریٹ چونکہ اس روپے کا مالک ہوگا۔ وہ اگر چاہے تو اپنا مطالبہ معاف کر سکتا ہے۔ مگر باوجود جج ہونے کے زید کا مطالبہ معاف نہیں کر سکتا۔ اس طرح جو حصہ ان چار صفتوں میں سزا کیلئے باقی رہ گیا تھا۔ اسکو بھی الگ کیجئے اور دیکھئے۔ اور سب صفات کا سولہواں حصہ سزا کا جو رہ جاتا تھا۔ وہ بھی نہ رہا ؛

رحمتی وسعت کل شیئ

سب صفات الٰہیہ رحم پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان میں ذرا بھی ایسی کوئی بات نہیں جو رحم کے منافی ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کسی کے دل میں یہ خیال گذرے۔ کہ سولہواں حصہ تو ضرور سزا کے لئے رہ جاتا ہے۔ مگر یہ بات نہیں۔ مالکیت کے نیچے آ کر تو سوائے رحم کے کچھ نہیں رہتا۔ اس لئے یہ احتمال کہ شاید اس کے ماتحت سزا دی جائے۔ اور رحم کو مدنظر نہ رکھا جائے درست نہیں کیونکہ قرآن کریم نے اس بات کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ پر صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیئ کہ میری رحمت بہت وسیع ہے۔ اور ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ صفات غضبیہ پر بھی میری رحمت

چھائی ہوئی ہے۔ وہ محدود ہیں۔ مگر رحمت غیر محدود ہے۔ پس خدا تعالٰے کی رحمت اس قدر وسعت رکھتی ہے۔ کہ کوئی بھی چیز اس کے گھیرے سے باہر نہیں۔ حتّٰی کہ اس کا غضب بھی اس سے باہر نہیں۔ اس طرح جو ۱/۲ حصہ سزا کا باقی نظر آتا تھا۔ وہ بھی نہ رہا ؎

مناسب موقعہ عفو کرو

تو اصل حکم شریعت میں عفو کا ہے لیکن مناسب موقعہ پر۔ یہ نہیں کہ ہر جگہ عفو ہی کیا جائے۔ بعض موقعہ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہاں عفو کیا جائے تو اور بھی نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے یہ حکم ہے عفو کرو تو سہی۔ لیکن اس کا موقعہ اور محل دیکھ لو۔ یہ نہ کرو کہ بے موقعہ اور بے محل کرو کہ بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہو اور وہ اصلاح جو مقصود ہے۔ اس کے بے محل استعمال سے نہ ہو ؎

سزا بھی عفو ہے

دراصل بعض سزاؤں میں بھی عفو ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی کے قصور پر سرزنش کی جاتی ہے یا سزا دی جاتی ہے تو یہ بھی عفو ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے اس کی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ اور اسے آئندہ کے لئے اس غلطی سے بچانا مد نظر ہوتا ہے۔ گو بظاہر یہ عفو نظر نہیں آتا۔ مگر حقیقت میں یہ عفو ہی ہے۔ کیونکہ عفو کا حکم بھی تو اسی لئے ہے۔ کہ دوسرے کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اور جب بھلائی گوشمالی سے ہو۔ تو پھر یہ گوشمالی ہی عفو ہوتی ہے۔ جیسے بعض دفعہ بیمار کو کڑوی دوائی دینا اس پر رحم کرنا ہوتا ہے۔ بیمار ہرگز نہیں چاہتا کہ کڑوی کسیلی دوائیں کھائے۔ لیکن تیماردار اسے ایسی دوائیں کھلاتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اس کی بھلائی دیکھتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر یہی رحم ہے خواہ بظاہر مریض کے لئے دوائی کھانا تکلیف کا باعث ہو۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ ایسا کرنا مریض پر رحم کرنا ہوتا ہے۔ ایسا ہی بعض دفعہ تھپڑ مارنا جائز ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ اصلاح کی غرض سے ہو اور رحم کے جذبات کے ماتحت ہو۔ اگر یہ رحم کے جذبات کے ماتحت ہے تو درست ہے ورنہ نہیں۔ ایسا ہی دوسری سزاؤں کے متعلق ہے۔ اگر وہ اصلاح کی غرض سے ہیں اور رحم کے جذبات کے ماتحت ہیں تو جائز ہیں لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر کوئی شخص غضبیہ جذبات کے ماتحت یا انتقام کی خاطر یا کسی اور وجہ سے کہ جو نہ اصلاح پر دلالت کرتی ہے اور نہ ہی رحم کے ماتحت ہے ایسا کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے وہ رحم نہیں کرتا بلکہ ظلم کرتا ہے وہ اصلاح نہیں کرتا۔ بلکہ بگاڑتا ہے۔ وہ عفو نہیں کرتا۔ بلکہ انتقام لیتا ہے۔ اور ایسا شخص خود سزا کا مستحق ہے ؎

رحم اور عفو کا مادہ پیدا کرو

پس میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اخلاق میں رحم اور عفو کا مادہ پیدا کرے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ سزا اگر دیں۔ تو اس لئے دیں۔ کہ دوسرے کی اصلاح ہو۔ اور وہ آئندہ اس قسم کا فعل کرے۔ جو اس کے لئے اور دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو۔ نہ اس لئے سزا دیں۔ کہ اس کو تباہ کر دیں ایسا ہی عفو اگر کریں تو اس لئے کہ دوسرے کی بھلائی اس میں مقصود ہو۔ اور رحم کے جذبات کے ماتحت ہو۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ عمدہ اخلاق نہیں رکھتے۔ اخلاق یہی ہے۔ کہ رحم کے موقعہ پر رحم اور عفو کے موقعہ پر عفو کیا جائے ؎

لوگ سورہ فاتحہ بار بار پڑھتے ہیں۔ جس میں خدا تعالٰے کی صفات کا خلاصہ رحم ہے۔ مگر پھر بھی یاد نہیں رکھتے۔ اس کے پڑھنے کی یہ غرض نہیں۔ کہ ہر روز پڑھو اور یونہی گذر جاؤ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اسے ہر وقت یاد رکھو۔ لیکن اگر بار بار پڑھنے کے باوجود اسے یاد نہیں رکھتے۔ تو سمجھ نہیں آتی کہ کس طرح یاد رکھو گے۔ اور کب یاد رکھو گے۔ پس سب احمدیوں کو چاہیئے کہ اسے یاد رکھیں۔ اور اپنے اخلاق سنواریں اور رحم اور عفو کو ان کے موقعہ و محل پر استعمال کریں ؎

دعا

اللہ تعالٰے ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اخلاق میں رحم اور عفو کو داخل کر سکیں۔ اور پھر اس کو مناسب موقعہ پر استعمال بھی کر سکیں۔ ہمارے غصے اور ناراضگیاں خدا کے لئے ہوں نہ کہ اپنے غضب کے ماتحت۔ خدا ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین ؎

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔

دو جنازے

نماز کے بعد آج دو جنازے پڑھے جائینگے احباب کو چاہیئے۔ کہ ان میں شامل ہوں ؎

پہلا جنازہ چیف مہدی گولڈ کوسٹ (افریقہ) کا ہے جو فوت ہو گئے ہیں۔ یہ بہت مخلص احمدی تھے۔ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ کہ انہیں رویا میں ایک سفید آدمی کے آنے کے متعلق بتایا گیا۔ کہ وہ آکر مہدی معہود کی خبر دے گا۔ ان کے نزدیک ہم بھی سفید آدمی ہیں۔ گو انگریزوں کے نزدیک ہم کالے ہیں۔ مگر وہاں کے لوگوں کی رنگت کے بالمقابل ہندوستان کے باشندوں کی رنگت سفید ہی سمجھی جاتی ہے۔ ان کی رویاء کو ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر نے وہاں جا کر پورا کیا۔ جب ماسٹر صاحب وہاں پہنچے۔ تو انہوں نے خود آکر بیان کیا۔ کہ میں نے یہ رویاء دیکھی تھی۔ جو آپ کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ اس علاقہ میں وہ سب سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے اور پھر ہزارہا آدمی ایسے پیدا کر دیئے۔ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے وہاں پہنچنے پر وہ خود بھی اور باقی کے سارے کے سارے اشخاص بھی احمدی ہو گئے۔ ان کے دل میں تبلیغ کا بہت جوش تھا۔ اور ہمارے مبلغوں کی انہوں نے مدد بھی بہت کی۔ اب تار آئی ہے۔ کہ وہ تھوڑی سی بیماری کے بعد فوت ہو گئے ہیں۔ ایک جنازہ تو ان کا ہے جو میں پڑھوں گا ؎

دوسرا جنازہ خیر دین صاحب کچھا ماڑی (ڈاڈہ) کا ہے جو اپنے گاؤں میں فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ غیر احمدیوں نے پڑھا ہے۔ اور میں نے یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ میں ان لوگوں کا جنازہ بھی پڑھا کروں گا۔ جو یا تو جماعت میں دینی خدمات کی وجہ سے مشہور رہوں۔ یا ان کا جو کسی ایسی جگہ فوت ہوں۔ جہاں ان کا جنازہ پڑھنے والے احمدی نہ ہوں۔ یا اگر ہوں تو بہت کم ہوں۔ سو ہمارا یہ بھائی جہاں فوت ہوا ہے۔ وہاں اس کا جنازہ پڑھنے والے احمدی کوئی نہ تھے۔ اس لئے میں اس کا بھی جنازہ پڑھوں گا ؎

تمام جماعتوں کو ہدایت

اور جہاں میں یہ جنازے پڑھوں گا وہاں میں باہر کی جماعتوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ ایسے جنازے پڑھا کریں۔ تاکہ ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کے رنج و غم میں شریک ہونے کا احساس پیدا ہو۔ اس وقت ہم دنیا میں تھوڑے ہیں۔ اور ہمیں اگر اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی نہ پیدا ہو۔ تو یہ ایک قابل افسوس بات ہو گی۔ پس میں باہر کی جماعتوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ بھی ایسے جنازے پڑھا کریں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ ہمارے آپس کے تعلقات بہت گہرے ہیں۔ اور ہم میں ایک دوسرے کا احساس بیحد ہے۔ پھر احمدیوں کو اور دوسروں کو بھی معلوم ہو جائے۔ جن احمدیوں کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ان کا جنازہ پڑھنے والی ساری جماعت ہوتی ہے اور ساری جماعت کی دعائیں ان کے ساتھ ہوتی ہیں ؎

مولوی ثناء اللہ صاحب اور جماعت احمدیہ

چند دن ہوئے بٹالہ میں غیر احمدیوں کا جلسہ ہوا۔ جس میں احمدیت کے خلاف بہت کچھ بیہودہ سرائی کی گئی۔ لیکن باوجود اس کے جماعت احمدیہ کے ایثار اور مالی قربانی کی مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی تعریف کرنی پڑی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔ ہم لوگ رات دن اپیل پر اپیل کرتے ہیں۔ مگر ہماری کوئی نہیں سنتا۔ ادھر قادیان سے ایک اشتہار نکلتا ہے۔ کہ ایک لاکھ روپیہ تنی مدت میں جمع کر دو۔ تو ایک لاکھ دس ہزار جمع ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں تمہیں شرم کرنی چاہیئے ؎

معلوم ہوتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امام جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اپنی قبولیت کا اندازہ ہو گیا ہے۔ جس کے لئے ایک دفعہ انہوں نے چیلنج بھی دیا تھا ؎

(حافظ عبدالرحمن۔ از بٹالہ)

اشتہارات

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے مجربات

معزز بھائیو۔ میں نے حضرت خلیفہ اوّل کے ایسے مجربات جو کئی دفعہ تجربہ میں آکر مفید و کارگر ثابت ہوئے ہیں۔ نہایت صفائی کیساتھ طیار کرکے اور بنظر فیض عام ان کی قیمتیں بھی بالکل واجبی رکھی ہیں تاکہ ہر خاص و عام فائدہ اٹھاسکے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان خرید فرماکر اپنی حاجت روائی اور میری حوصلہ افزائی فرمائینگے ؛

سرمہ نوری

یہ سرمہ دھند۔ خارش سرخی چشم اور ککروں۔ کے واسطے نہایت مفید ہے۔ آنکھوں کی خراب رطوبت کو دور کرکے آنکھوں کی بینائی کو صاف تیز اور روشن کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی عصہ ؛

حب ہمزاد

یہ گولیاں قوت دل دماغ اور تمام اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں کا پھڑکنا اور تمام بدن کو قوت دینے کے واسطے سریع الاثر ثابت ہوئی ہیں۔ قیمت فی شیشی عصہ ؛

سردرد کی دوائی

ایک خوش ذائقہ سفوف ہے۔ اس کی ایک خوراک سے سر درد دور ہوجاتا ہے۔ اور پرانے سردرد کے واسطے بھی مفید ہے۔ نزلہ اور زکام کو بھی بہت جلد آرام ہوجاتا ہے۔ قیمت فی شیشی عصہ

مقوی معدہ

یہ سفوف ہاضم طعام کاسر ریاح۔ بدہضمی۔ نفخ اور درد و گرانی شکم جملہ امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی عصہ ؛ ملنے کا پتہ :-

پیر سلطان احمد قریشی از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

خون کی کمی کے نام ،

بس ضعیف جگر۔ گرمی

علامات مرض: عام کمزوری۔ چہرہ و جسم کا رنگ پھیکا۔ زردی مائل بھربھرایا ہو۔ لب اور مسوڑوں کا رنگ پھیکا۔ محنت کی تھکاوٹ زیادہ۔ ہاضمہ خراب کانوں میں باجے بجنا۔ دردسر۔ رانوں اور پنڈلیوں کا چلتے وقت پھولنا۔ نسخہ عطا کردہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل۔ ۲۱ خوراک قیمت (عہ) ؛

نوٹ :- امراض مخصوصہ مردان و زنان کے لئے بذریعہ خط و کتابت تیار ادویات طلب فرمائیے ؛

المشتہر

حکیم عبدالعزیز زادہ شہباز خاں دواخانہ یونانی شہر سیالکوٹ

کشمیر

جملہ تاجران ولایتی و دیسی جو کہ مندرجہ ذیل مال کی تجارت کرنے والے ہوں۔ پوست جات۔ چیتا برفانی۔ چیتا کشمیری لومڑی۔ سگ آبی۔ گیدڑ۔ پائن مارٹن۔ سٹون مارٹن۔ چیتا پینک۔ بلی ہر قسم ؛ مندرجہ بالا مال تھوک خریداروں کو خام اور پختہ شدہ مال بارعایت اور عمدہ بھیجا جاوے گا بذریعہ بنک یا ڈاکخانہ کے۔ علاوہ ازیں زعفران خالص۔ سنت سلاجیت آفتابی۔ شال چادریں۔ دھسے۔ لوئیاں۔ پٹو نمدے۔ دیگر ہر قسم سامان کشمیری بکر تھوک مال۔ قیمتوں کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت کریں۔ ورنہ پرچون تاجران کو نقصان پہنچے گا ؛

محمد اسماعیل احمدی احمدیہ سپلائنگ ایجنسی اپل عہ سرینگر کشمیر

ہوائی جہاز

مارک ریڈیم لیور جیبی گھڑی جو نہایت مضبوط اور پائدار ہے۔ صحیح وقت دینے میں درجہ اوّل ثابت ہوچکی ہے قیمت صرف پانچ روپیہ۔ ریوے ریگولیٹر لیور جس کی تعریف فضول تمام دنیا میں مشہور ہے انجن مارکہ صرف چار روپے میں روانہ خدمت ہوسکتی ہے۔ سنہری نفیسی رسٹ واچ جو تمام خوبصورت اور صحیح وقت دینے والی گھڑیوں میں سبقت لیگئی ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہی ہے۔ قیمت سے ملنے کا پتہ :- ہند دی سپلائینگ کمپنی

ناظرین اخبار ضرور پڑھیں ،

محقق عہ۔ احکام القرآن عہ مجلد عہ۔ درثمین مجلد از عہ فارسی عہ۔ اربعین ۸ ر۔ ترک موالات ۸ ر۔ آئینہ کمالات اسلام سے ر ازالہ اوہام عہ فتح اسلام ۵ ر۔ توضیح مرام ۵ ر۔ مجموعہ فتاوی احمدیہ عار۔ درثمین اردو ۵ ر قبولیت دعا کے گر ۱ ر۔ تقویٰ کے حصول کے ذریعہ ۲ ر ؛ نصیر بک ڈپو قادیان

بعدالت مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے۔ ایڈیشنل سب جج بہادر دسوہہ ضلع ہوشیارپور

عرب علی ولد لس ذات آوان سکنہ فتو والی۔ تھانہ ٹکیریاں ؛

بنام

دنو ولد بھاگا ذات خاکروب۔ سکنہ سیدوال تھانہ کاہنوان ضلع گورداسپور ؛

دعوے مبلغ ۵ روپیہ بروئے بہی

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے ہیں۔ مگر تعمیل نہیں ہوئی۔ درخواست و بیان حلفی مدعی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے۔ لہذا بہ اشتہار ہذا اخبار الفضل قادیان ضلع گورداسپور میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بتاریخ

۲۳ ۱۱/۲۵ کو مدعا علیہ عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا کسی مختار کی وساطت سے حاضر ہوکر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو کارروائی یکطرفہ اس کے خلاف عمل میں لائی جاوے گی۔ بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۲۲ ۱۰/۲۵ جاری کیا گیا ؛

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت چوہدری نعمت خان صاحب بہادر جج مطالبہ خفیفہ ضلع کانگڑہ مقام دھرم سالہ

ہودی گدی سکنہ گیارہ تحصیل کانگڑہ بنام دیوانا ولد عطرا گدی ساکن بندلہ۔ تحصیل پالم پور ؛

دعویٰ ۱۸

بنام دیوانا گدی ولد عطرا گدی ساکن بندلہ تحصیل پالم پور ضلع کانگڑہ چونکہ بمقدمہ بالا میں منجانب ہودی گدی نالش ۱۲ - ۱۸۸ روپے کی عدالت ہذا میں دائر ہوئی۔ بارہا دفعہ سمن جاری تمہارے نام کئے گئے۔ مگر تم نے تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دی۔ تعمیل سمن سے گریز کیا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ تم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۲۵ء کو اگر تم حاضر ہوکر اصالتاً یا وکالتاً پیروی مقدمہ نہ کروگے۔ تو مقدمہ بغیر حاضری تمہاری مسموع اور فیصل ہوگا ؛

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جاری کیا گیا ؛

مہر عدالت دستخط حاکم

بعدالت مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے۔ ایڈیشنل سب جج بہادر۔ دسوہہ ضلع ہوشیارپور

دلیپ سنگھ ولد جواہر سنگھ۔ ذات جٹ سکنہ روپو لال تھانہ ٹانڈہ

بنام

گنگو ولد ہیرا ذات حجام سکنہ روپو وال حال وارد چک ۷۶ علاقہ بار۔ تحصیل و ضلع منٹگمری ؛

دعوے مالیہ ۱۰۹ بروئے تمسک

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے ہیں۔ مگر تعمیل نہیں ہوئی۔ درخواست و بیان حلفی مدعی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے۔ لہذا یہ اشتہار ہذا اخبار الفضل قادیان میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بتاریخ ۲۳ ۱۱/۲۵ کو مدعا علیہ عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا کسی مختار کی وساطت سے حاضر ہوکر جوابدہی مقدمہ نہ کریگا۔ تو کارروائی یکطرفہ ان کے خلاف عمل میں لائی جاویگی ؛

بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۳۰ ۱۰/۲۵ جاری کیا گیا ؛

مہر عدالت دستخط حاکم